سوال

(120) علم مطلق یا مطلق علم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مطلق تھا یا مطلق علم ؟ نیز آپ کا علم حضوری تھا یا حصولی ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال اول میں گزرچکا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سے علم نہیں ۔ کہ خدا نے آپ کی طبیعت ہر شئے کے لیے شیشہ بنادی ۔ اور جیسے خدا پر شئے روشن ہے اسی طرح آپ پر بھی روشن ہو۔ بلکہ آپ کا علم بذریعہ وحی ہے ۔ جب وحی ہوتی ہے تو آپ کو علم ہوتا ہے اگر وحی نہ ہو تو علم نہیں ہوتا۔ مثلاً قیامت کا آپ کو علم نہیں کہ کب ہوگی ۔ اس طرح اور کئی باتوں کا علم نہیں۔ چنانچہ نمبر اول میں بیان ہوچکا ہے ۔ پس آپ کو مطلع علم ہے ۔ یعنی اشیاء کا علم ہے نہ علم مطلق یعنی علم کلی ۔

منطق طریق

اگر منطق طریق سے سمجھنا چاہیں تو یوں سمجھئے کہ کلی کے تین مرتبے ہیں ۔ 1 ۔ بشرط شئ 2 ۔ بشرط لاشئ 3 ۔ لابشرط شئ ۔ پہلا مرتبہ خصوص کا ہے ۔ دوسرا عموم کا تیسرا جامع بین الخصوص والعموم ہے ۔ پہلے کی مثال حیوان بشرط ناطق دوسرے کی مثال حیوان بشرط لاناطق تیسرے کی مثال مطلق حیوان ۔ جس کے ساتھ ان دونوں شرطوں سے کوئی نہیں ۔ اس تیسرے پر خصوص کے احکام بھی جاری ہوتے ہیں اور عموم کے بھی مثلاً زید مرجائے تو کہہ سکتے ہیں کہ حیوان مرگیا۔ اگر حیوان کے تمام افراد انسان وغیرہ مرجائیں تو بھی کہہ سکتے ہیں کہ حیوان مرگیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مرتبہ موہم اجتماع نقیضین کو ہے ۔ مثلاکہہ سکتے ہیں کہ حیوان زندہ بھی ہے اور نہیں بھی زندہ۔ اس لیے کہ زید زندہ ہے اور نہیں اس لیے کہ عمرو مرگیا ہے ۔ کیونکہ جب خصوص عموم دونوں کے احکام اس میں جاری ہوتے ہیں ۔ تو ایک فرد کا ایک حکم اور دوسرے کا دوسرا حکم دونوں اس پر جاری ہوں گے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ جہاں محض عموم کا محل ہوتا ہے بہت علماء وہاں اس کا اعتبار نہیں کرتے ۔ بلکہ شرط لاشئ کو لیتے ہیں ۔ مثلاً جب کسی شئے کی تعریف یا تقسیم کرنی ہو تو معرف کا یا مقسم کو کس مرتبہ میں اعتبار کریں گے ؟ میر زاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ بشرط لا (دوسری مرتبہ) معتبر ہوگا۔ اور قاضی مبارک وغیرہ کہتے ہیں بشرط لاتجرد کا مرتبہ ہے جو قضیہ طبیعہ کا موضوع ہے اور قضیہ طبیعہ میں حکم افراد کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اس لیے تقسیم وغیرہ کے موقع پر بشرط لا معتبر نہیں ۔ بلکہ یہی تیسرا مرتبہ لابشرط شئ معتبر ہوگا اور موضوع علم جس کے عوارض ذاتیہ سے علم میں بحث ہوتی ہے اس میں بھی یہی نزاع ہے ۔ بلکہ عموم کے محل میں یہی جھگڑا ہے ۔ میری تحقیق اس میں کچھ اور ہے ۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں خلاصہ اس کا یہ ہے کہ فریقین کی نزاع لفظی ہے جیسے کلی کے حصے فرد، شخص میں فرق کرتے ہیں کہ فرد میں قید تقیید دونوں داخل ہوتی ہیں۔ جیسے مطلق مقید اور حصہ میں صرف تقیید داخل ہوتی ہے ۔ جیسے ضرب

زیداور تخص میں دونوں خارج ہوتی ہیں۔ جیسے زیداس طرح بشرط لاہیں اگرقید عنوان میں داخل ہواور معنوں سے خارج ہوتواس صورت میں عموم کے موقع پر بشرط لامعتبر ہوناچاہیے ۔کیونکہ عموم کے مقعہ پر خصوصی احکام سے کوئی تعلق نہیں کہ لابشرط شئے کی ضرورت ہو۔ بلکہ صرف عمومی احکام کے افرادکی طرف منتقل ہونے کی ضرورت ہے۔ سویہ اس صورت میں حاصل ہے اگرلابشرط شئے کااعتبار کریں تواس میں دلالت تضمنی کاشبہ ہوتاہے ۔کیونکہ لابشرط شئی خصوصی احکام کابھی محتمل ہے جوعموم کے موقعہ پر معتبر نہیں اوراگربشرط لاہیں قید عنوان معنوں دونوں میں داخل ہوتویہ تجرد کامرتبہ ہے تواس صورت میں عموم کے موقعہ پرلابشرط شئی معتبر ہوناچاہیے ۔کیونکہ اس وقت بشرط لاکے احکام افرادکی طرف منتقل نہیں ہوں گے ۔ جیسے

''الحیوان جنس والانسان نوع،،

وغیرہ ۔ خیر فریقین کی نزاع کاذکر تویہاں بالتبع تھا۔ ہمارااصلی مقصد کلی کے تین مراتب کی توضیح ہے سواس تفصیل سے کافی ہوچکی ہے ۔اب علم کولیجئے۔ یہ بھی ایک کلی ہے ۔اس کےلیے بھی یہی تین مرتبے ہیں ۔ بشرط شئی توایک معین شئے کاعلم ہے ۔ جیسے قیامت کاعلم یاکسی کی موت کاعلم وغیرہ اورلابشرط شئی نفس علم جس میں احتمال ہے کہ بعض کاعلم ہویاکلی کاہوگویاقضیہ مہملہ کاموضوع ہے جوجزئیہ کی قوت میں ہے ۔ کیونکہ بعض ہر صورت میں ضروری ہیں ۔اگربعض ہوئے توظاہر ہے اگرکل ہوئے تواس کے ضمن میں بعض آگئے یہی مطلق الشئی ہے اوربشرط لاشئی کل اشیاء کاعلم ہے ۔جوقضیہ کلیہ کاموضوع ہے اوپرکی تفصیل سے معلوم ہوچکاہے کہ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوبعض اشیاء کاعلم ہے نہ کل کا۔پس آپ کاعلم مطلق العلم تھانہ العلم المطلق ہاں یہاں یہ شبہ ہوتاہے کہ ہماراعلم بھی مطلق العلم ہے ۔ توپھر آپ میں اورہم میں کیافرق ہوا؟اس کاجواب یہ ہے ۔چونکہ مطلق العلم میں چونکہ علم بالوحی بھی داخل ہے ۔ اس لیے آپ اورہم میں فرق ہوگیا۔چنانچہ ارشادہے ۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ --سورة الكهف110

ترجمہ :۔ ''آپ کہہ دیجئے کہ میں توتم جیساہی ایک انسان ہوں۔ (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے۔''

اس آیت سے حضوری اورحصولی کاسوال بھی حل ہوگیا۔ کیونکہ جب آپ ہماری طرح بشرہیں اورہماراعلم اپنے نفس اوراس کے صفات سے حضوری ہے اوردیگراشیاء سے حصولی ہے توآپ کابھی اسی طرح ہوگا۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ باطن کی زیادہ صفائی ہونے کی وجہ سے آپ کوبذریعہ وحی بھی علم ہوتاتھا۔ ہمیں نہیں ہوتا۔ مگرزیادہ صفائی انسان کوبشریت سے خارج نہیں کرتی ۔چنانچہ آیت مذکورہ اس کی شاہدعدل ہے ۔ اورعقلاً بھی یہی بات صحیح ہے ۔ کیونکہ زیادہ صفائی کے صرف یہ معنی ہیں کہ قوائے نفسانیہ پرقوت عقلیہ کاپوراتسلط ہو۔ اگرکسی وقت خواہش نفسانیہ سراٹھائے تواس کودباسکے ۔ پھراس کے مختلف مراتب ہیں اورانبیاء علیہ السلام اس کے اعلیٰ مرتبہ پرہوتے ہیں ۔ پھرانبیاء علیہم السلام میں بھی تفاوت ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے فوق ہیں ۔ ہاں اگرزیادتی صفائی کایہ معنی ہوتاکہ خواہشات نفسانیہ کاوجودہی نہ ہونہ دیگرلوازم بشریہ ہوں جیسے فرشتوں کاحال ہے توپھر بشریت کی نفی ممکن تھی ۔ مگریہ آیت مذکورہ کے خلاف ہے اورواقعات کے بھی خلاف ہے مثلاً آپ میں بھول چوک تھی ۔ آب کھاتےپیتے بھی تھے ۔ آپ نے شادیاں بھی کیں ، آدم کی اولادتھے ۔ آپ کے ماں باپ بھی تھے اوربدستوربشریت پیداہوئے ۔ اولادبھی جنی جونسلاً بعد نسل بدستوربشریت پڑھی ۔ جواس وقت ہمارے سامنے پوری بشریت کے موجودہے ۔ اورہمارے ان کے آپس میں پوری بشریت کے تعلقات ہیں ۔ بایں ہمہ اگرکوئی بھی کہتاجائے کہ وہ بشرنہیں تواس کی مثال اس کوئے کی ہے کہ جوکہتاجائے کہ میں کالانہیں ۔ سچ ہے

پھرے زمانہ پھرے آسماں ،ہواپھرجائے بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گوخداپھرجائے

نوٹ :۔ علم حضوری اسے کہتے ہیں کہ جس شئے کاعلم ہووہ خودقوت مدرکہ کے سامنے ہواورحصولی اسے کہتے ہیں کہ جس کاعلم ہے وہ خودسامنے نہیں ۔ بلکہ اس کی صورت یااس کاعکس قوت مدرکہ میں حاصل ہوجیسے شیشہ میں زیدکاعکس ہوتاہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ اہلحدیث]

[کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص208]

[محدث فتویٰ]